

# تَنْقِيلُهُ تَبَرُّكٌ

از پروفیسر غلام حسین جباری۔ ایم۔ اے

**شَاهُ وَلِيُ الدِّينِ الْعَلِيمُ**  
صدر ضعہ عربی، سندھ یونیورسٹی۔ جید آباد۔ پاکستان  
نیز نظر کتاب کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں حضرت شاہ ولی اللہؐ کی تعلیم "تمام تران" کی کتابوں کے حوالوں سے پیش کرنے  
کی کوشش کی گئی ہے، اور اس سلسلے میں قابل ذکر کتابات یہ ہے کہ مصنف کے پیش نظر شاہ صاحب کی تقریباً تمام تھیفیقات تھیں۔ جن کے نام  
کتاب کے آخری مندرجہ ہیں۔ دو طبق بحث میں صفت نے چنان بھی حضرت شاہ صاحب کی کسی کتاب کا حوالہ دیا ہے حالیہ یہیں اس کتاب  
کی اصل عیارت عربی یا فارسی میں درج کردی ہے۔

کتاب کے شروع میں نہایت اختصار سے شاہ ولی اللہؐ کے حالات کا ذکر ہے۔ اس کے بعد کے باب کا عنوان قرآن ہے۔ پھر حدیث،  
فقہ، تصویف، بیوت، شریعت، سیاست، اتفاقات، اور فلسفہ کے ابواب آتے ہیں۔ ایک باب میں "متفرقات" کے عنوان سے  
امام مهدی، افضلیت شیعین، اثناعشری خلفاً، اور اشتقاق قرکے مسائل کا ذکر ہے، جن میں حضرت شاہ صاحب کا نقطہ نظر و مروں  
سے توبے مختلف ہے۔ کتاب کا انتمام "عرف آخر" سے ہوتا ہے جس کا آغاز مصنف ان الفاظ سے کرتے ہیں۔

"شَاهُ وَلِيُ الدِّينِ الْعَلِيمُ میں بعض مقامات پر ہمیں اختلاف بھی نظر آتا ہے۔ یہ اختلاف عبارت ہے جن کا خود شاہ صاحب کو  
بھی اعتراض ہے۔ دراصل آپ کی طبیعت کی جامیت کا نتیجہ ہے، ... ہماری رائے میں اسلامی تعلیم کو پیش کرنے کا جو طریقہ حضرت  
شاہ ولی اللہؐ نے اختیار کیا تھا، وہ صحیح ہے، خود ایک بگہ بیوں اشاہ فرماتے ہیں۔ اگر لوگ بینظیر غامر شریعت کے متعلق میری تفسیر  
ملاحظہ فرمائیں تو وہ بخوبی جان لیں گے کہ یہ عقل، نقل اور وجہان پر پوری اترتی ہے۔ نیز باہمی اختلاف کے لئے ذرا بھی تباہش  
نہیں رہتی۔"

شاہ صاحب کی تعلیم کی جو خصوصیت ہے، مصنف نے چند لفاظ میں اسے بیان کر دیا ہے۔ یہ خصوصیت ہے ان کی جامیت  
ادی اسلام کی ایسی تعبیر، جو عقل، نقل اور وجہان پر پوری اترتی ہے۔ اور اس میں باہمی اختلاف کی ذرا بھی تباہش نہیں۔  
اسلامی تعلیم کو اس طرح پیش کرنے میں شاہ صاحب یکوں کامیاب ہوئے۔ اس بارے میں مصنف تکہتے ہیں۔ قصہ ایں  
یوں ہے کہ شریعت کی تجدید و تاویل میں حالات کو ڈر ادھل ہے۔ مثلاً اگر حالات اس کی تفہیم عقل و برہان کے ذریعہ  
چاہیں، تو اس کی تفہیم بھی اسی طریقے سے کی جاتی ہے۔ اور شاہ صاحب اپنی قوم کی حالت اور ملک کے تقاضے سے  
کما حقہ دافت تھے۔

اس صفحہ میں مصنف نے ان لوگوں کو مشتبہ کیا ہے، جو شاہ صاحب کی تعلیم کو مسلمانوں میں باہمی انتشار کا بسب

بناتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں۔

”شاہ صاحب آئے ہی اسی سلسلے کا تفاصیل ادا تھا کو قاتم کریں۔ منتشر سایہن کی شیرازہ بندی کریں چنانچہ ہر وہ عمل جس کا نیت پر مسلمانوں کا انتشار ہو، انہی کے نزدیک غیر مقبول اور مذموم مدرسہ پانے گا۔  
تفاصیل اور احادیث کے سلسلے میں چون تعداد شاہ صاحب سے اپنام دی ہے وہ ما علم حضرات سے  
مفہی دستور نہیں۔“

باب ترآن میں صفت نے بڑی تفصیل سے مطالعہ قرآن کے تعلق شاہ صاحب کے عوامی طبقہ معاشرہ، ایسا ان پر تھا صرف کیا ہے اور اس پارے میں شاہ صاحب کے اجتہادات بیان کئے ہیں اس باب کا باب المحدث فتنہ ان الفاظ میں گیا ہے۔ امام امام ولی اللہ کے نزدیک صحیح علم وہ ہے جو حال کے تفاصیل اور ضروری باتیں پڑھی کریں۔ ان کا فنا نہیں کیا ہے فروٹ قرآن ہی ہے جو زمکن کا ہم رکاب ہے اور اس کے تلفظ پورے کرتا ہے۔ اگر کوئی موجودہ زمانے کی تفصیل کرنا چاہتا ہے تو اسکے لئے ضروری ہے کہ وہ قرآن کے واضح اور نلایا ہر کو پکڑے اور حقیقت الامکان تاویل سے درج ہے۔

پنجہ حاشیے میں صفت شاہ صاحب کی دو عبارتیں لفظ کرتے ہیں۔ ایک تفہیمات الہیہ جلد ثانی صفحہ ۱۴۹۔ اور دوسری تفہیمات الہیہ جلد اول صفحہ ۳ سے ہے اور وہ بالترتیب یہ ہے۔

این العلم الحق عند ناما کا دین بہشائعتہ الحال والقرآن الذی هو اعظم العلوم عند نادی جهان  
واجملها اثنا منزل بہشائعتہ الحال۔

من اراد تفصیل هذہ الدوڑت فعلیہ انت لیق عالقرآن بوسنحہ  
مطالعہ قرآن کے سلسلے میں شاہ صاحب کا ایک اجتہادی کارنامہ قرآن میں علوم پنجگانہ کی تحقیق ہے صفت نے اس پر تفصیل سے بحث کی ہے۔ وہ الفوز الکبیر کی ایک عبارت کا مفہوم یوں پیش کرتے ہیں:-

”مندرج بالعلوم کی تقدیم عربیوں کی روشن کے مطابق کی گئی ہے۔ اور اس میں ستاریں کا اصول اختیار نہیں کیا گیا۔ جس کی روشنے مضمون میں اختصار کر ترتیب اور بسط کا نیا رکھا جاتا ہے مذاقلتیں جس بات کو لوگوں کے لئے مفید سمجھا اس کو اسی دقت بیان کر دیا۔ اسی لئے قرآن کا اسلوب توریت اور سجیل سے مختلف ہے اور اس میں تقدیم و تاخیس کو کوئی خیال بیس رکھا گیا ہے۔۔۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ قرآن پاک کے نزول کا اصل مقصد صرف انسانی قلوب کا ترقی کیا اور لوگوں کے باطن عقائد اور براہیوں کی ترقی دید کرنا تھا۔“

باب حدیثیں شاہ صاحب نے احادیث کی جو درجہ بندی کی ہے، پہلے تو اس کا ذکر ہے اس کے بعد شاہ صاحب کے ہاں موطا امام مالک کو جو اس قدیر ترجیح دی گئی ہے۔ اس پر بحث ہے نیز شاہ صاحب نے مختلف احادیث میں تعارض اور اختلاف کو کی طرح رفع کیا ہے اس کی مثالیں دی گئی ہیں۔ مولار کے من میں صفت لکھتے ہیں کہ شاہ صاحب نے ایک جگہ تو پیانگ کر دیا ہے۔ طالب علم جیب عربی سمجھنے کے قابل ہو جائے، تو اسے مولار پڑھائی جائے کہ کہیں ایسا نہ ہو وہ مولار کے پڑھنے سے محروم ہی رہ جائے۔ کیونکہ یہ علم حدیث کی صحیح اور اصل بنیاد ہے، جس کے مطالعہ میں سعادت ہی ہے اور برکت بھی

اسکے بعد کا اپنے فرمانیں کلاب مجھے یہ بات یقین سے معلوم ہو چکی تے کہ مٹ طاکے بغیر موجودہ دوستیں اچھتا کا دینا نہ بن سکتے۔  
 شاہ صاحب نے علم حدیث کی خود معرفت کی تھے، اسے خراب گئیں پیش کرتے ہوئے صرف نکلتے ہیں کہ اس سکھے بزمی  
 اپنے کا ہی شرمند ہے گا۔ موجودت نے شاہ صاحب کے متعلق علام الشریف عبد الحی کا یہ قول نقل کیا ہے۔  
 «شاہ صاحب ہل ایک طوبی و خست کئے تھے، جس کی بڑیں اپنے گھر میں اور شاپیں اور شاپیں اور  
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے افسروں میں تھیں۔»

نقہ کی اصلاح و تجدید کے سلسلے میں شاہ صاحب کی تعلیم کا ایک نیا ان پہلو مصنف کے الفاظات میں یہ تھا، «قدیم جامد تقدیر  
 کی شاہ صاحب نے شدید مذمت کی ہے۔ اور تقدیر کے ضمن میں ارباب نقہ کے غلو کو توڑانے کی کوشش کی ہے۔ پس قیومیہ کے  
 وہ نقہ جو گوا جنتا دین تبدیل کرنے کے لئے گوشان تھے۔»

اس ضمن میں مصنف نے بالکل صحیح کا ہاہبے کہ فقی جبود کی شاہ صاحب نے جوانی مخالفت کی ہے، تو اس کے یہ معنی ہیں کہ ۱) تقدیر  
 سے بالکل بھرپور فتنہ، ۲) کلستان کے خیال میں عام ان لوگوں کی فلاخ دہبیوں بڑی حد تک اس بات پر موجودت اور سخراستی کے دھچار  
 مذاہب کی پروگریں، ۳) ابتدی پروفیسر جلیانی صاحب کے نزدیک امام ولی اللہ کی یہ دلی آرزوں کی کوشش کے چاروں مذاہب میں  
 ہاہم پائے ہائے ملے تباہ عاتیں بیٹھ کر کلے غتم ہوں۔ اپنے ان کے باہم اختلاف میانے اور ان کے متضاد  
 احوال میں موافق پیدا کرنے کے سلسلے میں ایک قابل ذکر کردار انجام دیا ہے۔ چنانچہ آپ کا یہ مشورہ تھا حنفی اور شافعی  
 مذاہب کو ملا کر ایک کر دیا ہے۔ شاہ صاحب کی راستے تھی کہ اسی سلسلہ بہ امام بالکل کی تعلیف، بوطا شالیث اور حکم کے  
 فراغن انجام دینے کی سکھ مصلحت رکھتی ہے۔ تصور تو شاہ صاحب کا خصوصی موضوع ہے ہی۔ اور اسے اسلام میں ہم آئنگ کرنے میں  
 انہوں نے جو کوششیں نہیں ان کا سب کو اعتراض ہے۔ شاہ صاحب کا یہ جملہ تصرف کے متعلق ان کے نقطہ نظر کی پوری وضاحت  
 کرتا ہے، تھا جہاں تک تصوف کی اساسی روایت کا تعلق ہے، تو یہ کہنا کافی ہو گا وہ آنحضرت صلعم کے نہلے میں موجود تھی میکن ذرا  
 قدسے مختلف نسلک میں، اور موجودہ نام سے ابھی موجودہ ہیں ہوئی تھی۔

مصنف نے تصور کے پارے میں وحدت الاحد احمد حدت الشہود کے جو دو مذاہب ہیں انہیں پیچھے کر دیے۔ اور شاہ صاحب نے  
 دنوں کے ظاہری اختلاف کو جس طرح رفع کیا ہے، میں بیان کیا ہے آپ کے نزدیک دنوں مذاہب کے ماہین کوئی معقول فرق نہیں،  
 مرد فتنی نہ رکھے اور بقول مصنف؟ اس سلسلے کو مثال کے طور پر یوں سمجھنا چاہیے کہ ہماری کائنات حقیقت کے سورج یکلئے  
 ایک آئینہ کی مانند ہے۔ کبھی تو ہم آئینہ میں منکس سورج کی نکس کو سورج رکھتے ہیں اور یہ حدت الوجود کی عینیت کا تصور ہے اور کبھی  
 یوں رکھتے ہیں کہ یہ آنکھ اور دیکھ رہے ہیں، اصل آنکھ کا عکس ہے، جو بہت دور اور بعد اچھوں ہے اور  
 یہ حدت الوجود کی دوایت کا تصور ہے،  
 اس سلسلے میں پروفیسر جلیانی لکھتے ہیں۔

«شاہ صاحب کا خیال ہے کہ ہم عربی میں یہ دلوں تھوڑات پائے جاتے ہیں۔ اور یہ دنوں اپنی اپنی جگہ  
 بالکل درست ہیں۔ حدت الوجود اور حدت الشہود کی اس طرح تشریع فرمائکر شاہ صاحب نے ہبایت

فُن کا لادہ ہوش مندی سے آمیاں اور سامی اذباں کو ایک نقطہ انصال پر جمع کیا ہے سامی ذہن (طل صنیفی) ذات باری قابل کمزور اور مجرما ناتھے اور ظاہر فطرت سے باہر تصور کرتے ہے جب کا یا یہ ذہن (سامی) اس کے وحی کو کسی سلہری دیکھنے کا قائل ہے۔ اور ظاہر فطرت میں ذات باری کو جلوہ افراد سمجھتا ہے۔ ذات باری کا تعقل منظاً ہر کائنات کیا تھے بعینہ دی ہے، جو درج کا جسم سے ہے۔

خوش قسمی سے حضرت شاہ صاحب ہرفت عالم ہی نہ تھے بلکہ وہ صاحبِ ذوق و فکر عارف بھی تھے! اسی لئے جیاں اپنی نے قرآن صدیث اور فرقہ علم کو نیا طریقہ اور نیک دریا، باں تصویر و سلوک دعافت کے حقائق بھی داشتگاف فڑلتے۔ اور واقعہ یہ ہے کہ جیسا کہ نزعتۃ المؤمل

”اد را و سیلر الی اللہ“ کے مصنفین نے لکھا ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ جب علوم و لایت کے قوانین اور قواعدِ عرب اور صنفیط ہو کر کتبی صورت میں آئے تو ایک عرصہ مدار کے بعد کالین کی انتہاد کا اختلاف کے باعث علم و لایت اور علم بیوت آپس میں کچھ اس طور پر گعل مگے کیان کے دریاں امیان قائم کرنا دشوار ہو گیا امام ولی اللہ نے تصورِ اعلم سلوک کو ایسی جملہ خیل کر فتح کر کاہت ہو گئے۔ نیز آپنے ہر علم، ہر عبارت اور ارشاد کو اپنی صحیح گہر قائم کیا اور جیاں بھی کوئی شک نہ خبیر یا الجن پائی اسے دوہ کیا۔ نیز نظرِ کتاب کے دس کتابوں میں بھی اسی طرح ہر مفہوم پر حس سے ہر براہ معنوں ہے۔ مصنفوں نے ہر ٹی تھیقتوں اور اعتدال سے عالمانہ بیٹھ کر کے۔ ہم بیان بیوت کے باہم کچھ مقتبات میں کراس بصرے کو ختم کرتے ہیں اس ایمید کا کام کے ساتھ، کہ اہل علم جو حضرت شاہ ولی اللہ کی تعلیمات و حکمت سے دلپی رکھتے ہیں، اصل کتاب کی طرف رجوع کریں گے، جس کی بڑی تفصیل سے یہ سب طالب بیان کرئے گئے ہیں۔ میہاں بیان بیات کی ملحوظہ کوئی پاہیے کہ مختلف اتفاقات کے اعتبارات بیوت کی صورت بھی مختلف ہوتی ہے با اتفاقات بھی کانہوں کی شاہی گلیفی کی صورت میں ہوتا ہے۔ اور کبھی اہر عالم کے دوپ میں۔ بعض وقتوں پر وہ ایک زادہ ارادہ مرشد کی شکل میں نہداہ ہوتا ہے چنانچہ اسی اعتبار سے فہرستی کے اسی افغان اطاعتار بھی مختلف ہے یعنی حضرت فتح علیہ السلام سے اپنی بھی ایک مغلوق حکیم کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ آنحضرت صلم کی ذات، رسالت، ریاست، خلافت، عالمیت، زابیت اور مرشدیت کی جامع تھی۔

درست اقتباس ملاحظہ ہو:۔ جب بیوت کا نہلور ہوتا ہے، تو ہر جانین اخلاقی نیازی جیز کا ہی لحاظ رکھا جاتا ہے، باتفاقاً ذاریج جب اخلاقی ضریب کے ظہور پنیر ہونے کا تمام تردید مدار بھی کی بعثت پر موقوف ہے تو حکمت ولی اہلی کی مشیت کے مطابق بھی کو سمیوٹ کہا جاتا ہے۔ پھر جب بھی صرف و جو دین آئتا ہے، تو وہ لوگوں سے ان بالوں کا متنی یا طلب گار نہیں ہوتا، جن کو ان یہ نہ کہے ان کی نظرت آمادہ نہیں ہوتی۔ یونکہ بیوت خود فطرت کے ماتحت ہوتی ہے۔ بھی کے فرانس ایشور کو سوارے اور ایشی اس طور پر اچاکر کرنے پر محول ہیں جیسا کہ ایشی تی الواقع ہونا چاہیے۔ نہ صرف یہ بلکہ نفس کی اصلاح کچھ اس طرح سے کرے کر پورا گاری پر قیمت حکم ہو جائے اور وہ ایسے کام کریں گیں جس کے ذریعہ دنیا کی بھلاکی اور آنکھت کی بجائت حاصل ہو۔ علاوه اسکے بھی کا یہ بھی فرض ہوتا ہے کہ بھی ذریعہ انسان کو اخلاص اور احسان کا صیغہ درکس دے، یونکہ بھی دنوں دین کی صحیح روح ہیں۔ ”شاہ ولی اللہ کی تعلیم“ بہت اچھا کاغذ پر اسعد و ناپیش چھپی ہے کتاب مجدد ہے۔ اور شاہ ولی اللہ اکیڈی می جید ریاضانے اسے شائع کیا ہے، قیمت ساری ہے سات روپے ہیں۔

و اقدم یہ کہ پروفیسر غلام حسین جبلانی صاحب کی اس کتاب سے جو انکی برسوں کی محنت و تھیقتوں کا حاصل ہے شاہ ولی اللہ صاحب کی تعلیم کو سمجھنے میں بڑی مدد ملتے ہیں اور یہ کھلخلٹ سے بجا طور پر ولی اللہ تعلیم دمکر کی کلید کہہ سکتے ہیں مصنف نے اس دوسریں یہ کتاب لکھ کر اسلام کی بڑی خدمت کی ہے۔ (م۔س)